اداریہ

ہمارے دور کے بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ اب اردو تحقیق مخصوص انداز اور محدود موضوعات کے دائرے میں اسیر ہوگئی ہے۔ یہ خیال سراسر غلط نہیں ہے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں بڑا ہاتھ جامعات میں ہونے والی سَنَدی تحقیق کے علاوہ جامعات میں ترقی حاصل کرنے کے لیے عجلت میں لکھے گئے اساتذہ کے ''تحقیقی'' مقالات کا بھی ہے۔

کسی زمانے میں بعض اہلِ علم اردو میں لکھی گئی ''مدرّسانہ تنقید'' کا ذکر خندۂ زیرِلب کے ساتھ کیا کرتے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ''تدریسی نقطۂ نظر'' سے لکھی گئی تمام تنقید غیر معیاری یا محض خلاصے یا ''نوٹس'' پر مبنی نہیں ہوتی تھی۔ اس نے نہ صرف نئی نسل کے نقادوں اور محققوں کی تعلیم میں حصہ لیا بلکہ ان کی تربیت بھی کی اور ان کو راہ سُجھائی کہ کن موضوعات پر کس انداز سے مزید کام کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے اساتذہ نے جامعات میں جو تحقیق کی یا اپنے شاگردوں کو موضوع دے کر تحقیقی کام کرائے، ان میں سے بعض نہایت اعلیٰ معیار کے تھے۔ اگر ہماری جامعات کے اساتذہ امریکی اور یورپی جامعات کے اساتذہ کی طرح اپنے خاص موضوعات پر تحقیقی نوعیت کی درسی یا نصابی کتابیں ہی لکھتے اور اپنے تجربے اور تحقیق کی مدد سے ان موضوعات میں اضافہ کرکے علم کا دائرہ وسیع کرتے تو یہ بھی طالب علموں کی راہیں روشن کرتا اور تحقیق میں مدد ومعاون ہوتا۔

لیکن بعض محققین (مثلاً رشید حسن خاں یا مشفق خواجہ) جامعات میں ہونے والی تحقیق کے معیار سے بالعموم مطمئن نہیں تھے اور اس پر کبھی کبھی ہجوِ ملیح کے انداز میں اظہارِ خیال بھی کرتے تھے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ جامعات سے باہر ہونے والی غیر سَنَدی تحقیق زیادہ معیاری ہے کیوں کہ جامعاتی سَنَدی تحقیق محض سند کی خاطر یا ملازمت کے حصول کے لیے یا ترقی کے لیے کی جاتی ہے۔ گویا مال و منصب اس کا مقصد ہوتا ہے اور اسی لیے اس میں خلوص کی کمی ہوتی ہے جو معیار کو متاثر

کرتی ہے۔ گو بعض اساتذہ اور محققین (مثلاً گیان چند جین) نے سَنَدی تحقیق کا دفاع بھی کیا لیکن اب اردو تحقیق کے گرتے معیار کی وجہ سے یہ دفاع مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا ہے۔ تحقیق کا مقصد نامعلوم سے معلوم کی طرف سفر اور انکشاف کے ذریعے انسانی علم میں اضافہ ہے نا کہ کتابوں اور مقالوں میں دی گئی معلومات اور آرا کا خلاصہ کرنا یا انھیں حرف بحرف دُہرا کر چند حوالے ٹانک دینا، جواب ''تحقیق'' کی رائج شکل بن گئی ہے۔

تحقیق کا معیار بلند کرنے کے ضمن میں جامعات کے اساتذہ اور تحقیقی مجلّات کے مدیران کا کردار بہت اہم ہے۔ اسی طرح ایم فِل اور پی ایچ ڈی کے مقالات کے ممتحنین نیز تحقیقی مجلّوں میں اشاعت کی غرض سے بھیجے گئے مقالات کے مبصرین (جو معاصر رائے (peer review) کے ذمے دار ہیں) کا بھی فرض ہے کہ غیر معیاری ''تحقیق'' کو رد کردیں، معیار بلند کرنے کے لیے مقالات کو سختی سے جانچیں اور مقالات کو سند یا اشاعت کے لیے نامنظور کرتے وقت ہرگز نہ ہچکچائیں۔ جامعات کو چاہیے کہ تحقیق کے موضوعات، طریقِ کار اور میعار پر کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کرائیں اور میعار کو بلند کرنے کے لیے تجاویز بھی طلب کریں۔

ایک طویل عرصے کے تعطل کے بعد، الحمد للہ، ''اردو'' کی اشاعت میں باقاعدگی آچلی ہے۔ اہلِ علم اور اہلِ قلم کی جانب سے اس کا خیر مقدم کیا گیا جس کے لیے ہم ان کے ممنون ہیں۔ جیسا کہ ''اردو'' کے گزشتہ شمارے اور زیرِ نظر شمارے سے بھی اندازہ ہوگا، ہم نے مقالات کے حواشی اور مآخِذ (فہرستِ اسناد) کے اندراج کے ضمن میں ایک خاص انداز اور طریق کار طے کیا ہے کیوں کہ ''اردو'' کو ادارہ برائے اعلیٰ تعلیم (ایچ ای سی) کے منظور شدہ جرائد کے اصولوں اور معیار کے مطابق شائع کیا جارہا ہے۔ مقالہ نگاران سے التماس ہے کہ ازراہِ کرم اپنے مقالات میں اسے ملحوظ رکھیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر انجمن ترقیٔ اردو کے عملے اور مقالہ نگاران کے تعاون کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ اس کے بغیر ''اردو'' کی اشاعت ممکن نہیں۔

(ر–پ)